012-02:سورۃ یوسف کی مختصر تفسیر (آیات:08-018)

درس شروع کرنے سے پہلے کہ سورۃ یوسف کی ہم تفسیر پڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے کہا تھا کہ جو ہم پڑھ چکے ہیں ابھی تک سات آیات ہیں دیکھی ہیں ایک دفعہ پڑھی ہیں جا کر؟ جی! الحمد للہ: اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ہم سب پڑھتے ہیں سب دیکھتے ہیں۔

ترجمہ آنے سے پہلے آپ بے شک پڑھ لیں ایک دفعہ اور جو آج ہم پڑھیں گے وہ جا کر ایک دفعہ ریوائز (Revise) کر لیں بس ایک دفعہ کافی ہے ،اگر نہیں کریں گے تو جتنی آیات آگے آئیں گی نا ہم پچھلا بھولتے جائیں گے کیونکہ اس سورۃ میں یہ دیکھیں کہ ایک جگہ پورا قصہ بیان ہوا ہے بیچ میں کوئی چیز رہ جائے گی تو آگے پھر ہم نہیں جا سکیں گے ،آپ کو ری کال کرنا پڑے گا کہ اچھا یہ پہلے ہو چکا ہے اچھا یہ ہوا تھا اس میں یہ فائدہ تھا۔

﴿...اٰيٰتٌ لِّلسَّآىِٕلِيْنَ ۝﴾ (یوسف:7)

آپ غور کریں کہ آیات جمع آیت ہے یعنی: اتنے خوبصورت پیغامات ہیں اسباق ہیں سب کے لیے تو اگر سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں سیکھنا چاہتے ہیں عبرت حاصل کرنا چاہتے ہیں ریوائز (Revise) تو کرنا پڑے گا نا؟ اگر نہیں کرتے صرف یہاں پر آتے ہیں (اچھی بات ہے کہ آپ آئیں سنیں)اور اگر یہاں پر کوئی فرق نہیں پڑتا دل میں تھوڑا سا تو کہیں پر کوئی خلل ہے اُسے دور آپ کر سکتے ہیں۔ میں از حد کوشش کرتا ہوں کہ میں ان شاءاللہ پیغام آسان ترین طریقے سے پہنچاؤں تا کہ بات آسانی سے سمجھ لی جائے، میں زیادہ مشکل الفاظ استعمال نہیں کرتا کوشش کرتا ہوں کہ اگر کوئی مشکل لفظ ہے تو اُسے میں آسان طریقے سے کروں تا کہ عام فہم لوگوں کو بھی سمجھ آجائے، اصل مقصد پیغام کو پہنچانا ہے۔

تو اس لیے تھوڑی سی یہ گزارش ہے کہ تفسیر کا درس ہے قرآن کی ہم تلاوت کرتے ہیں بار بار کرتے ہیں اگلی دفعہ جب سورۃ یوسف پڑھیں نا آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ آپ پڑھ کیا رہے ہیں اور یہاں پر دل کی دھڑکن میں فرق ہونا چاہیے۔ ایک تو ہم عام پڑھتے ہیں شروع سے پڑھتے آرہے ہیں آپ کہیں پر جائیں آپ کی جہاں سمجھ ہے نا اُس پر اگر تھوڑا فرق پڑتا ہے آپ رُکتے ہیں غور و فکر کرتے ہیں پھر آگے جاتے ہیں، سورۃ یوسف اب جب ہم پڑھنا شروع کریں نا تو شروع سے پتہ ہونا چاہیے کہ ہم پڑھ کیا رہے ہیں اور میرے لیے کہاں پر کون سا سبق ہے اصل مقصد یہ ہے۔

چلیں شروع کرتے ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين ، أَمَّا بَعْدُ:

سورۃ یوسف کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے پچھلے درس میں آیت نمبر 07 پر رُکے تھے یہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآىِٕلِيْنَ ۝ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ۝﴾ (یوسف:7-8)

﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآىِٕلِيْنَ ۝﴾: پچھلے درس میں ہم پڑھ چکے ہیں میں مختصر یاد دہانی کے لیے دوبارہ سے بتادیتا ہوں:

﴿لَقَدْ﴾: تحقیق کے لیے ہے کہ یقیناً، بے شک۔﴿كَانَ فِيْ يُوْسُفَ﴾: یوسف علیہ الصلاۃ والسلام میں۔

یوسف علیہ الصلاۃ والسلام: ''الکریمُ، ابنُ الکریمِ، ابنِ الکریمِ، ابنِ الکریمِ یوسفُ بنُ یعقوبَ بنِ إسحاقَ بنِ إبراھیمَ (علیھم الصلاۃ والسلام)''؛ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

﴿وَاِخْوَتِهٖٓ﴾: اور یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے بھائی (گیارہ بھائی تھے)۔

﴿اٰيٰتٌ﴾: جمع آیت ہے اور آیت کھلی نشانی کو کہتے ہیں اور کھلی نشانی وہ ہوتی ہے جس میں آپ کو سبق حاصل ہوتا ہے۔

﴿لِّلسَّآىِٕلِيْنَ ۝﴾: سوال کرنے والوں کے لیے۔

اور سوال کرنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں:

1-ایک جو زبان سے سوال کرتا ہے کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا قصہ کیا ہے، قصے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

2-اور دوسرے وہ جو سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں اپنے آپ کو درست کرنا چاہتے ہیں خیر اور بھلائی کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں، شر سے اپنے آپ کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں یہ اپنے حال سے سوال کرتے ہیں۔

ایک زبان کے قول سے براہِ راست سوال کرتے ہیں کہ قصہ کیا ہے تاکہ اُس قصے میں سے میں کوئی سبق حاصل کروں، دوسری قسم کے وہ لوگ جو زبان سے سوال نہیں کرتے اپنے حال سے اپنی حالت سے اپنے آپ کو سدھارنا چاہتے ہیں درست کرنا چاہتے ہیں خیر اور بھلائی کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو شر سے محفوظ کرنا چاہتے ہیں اس لیے کچھ اُن کو ایسا قصہ چاہیے یا کچھ ایسا موضوع چاہیے جس سے وہ اپنے آپ کو درست کر سکیں۔ تو﴿اٰيٰتٌ لِّلسَّآىِٕلِيْنَ ۝﴾ تمام لوگوں کے لیے ہے۔

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو لاپرواہ ہیں جن کو ضرورت نہیں ہے اپنے آپ کو سدھارنے کی نہ وہ کوئی سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اُن کا تو ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے!

آیات ہیں سائلین کے لیے قصے کی ابتداء، اس میں ایک چیز اور قابل غور ہے: ﴿فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ﴾: کسی اور کا ذکر نہیں ہے۔

ابھی ہم فوکس (Focus) کریں گے چار چیزوں پر:

1-یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی اپنی ذات کیسی ہے؛ اب ﴿اٰيٰتٌ﴾ سبق کی بات آئی ہے ہمیں یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات سے اُن کی شخصیت سے اُن کے آداب اور اخلاق سے کیا اسباق حاصل ہوں گے۔

2-﴿وَاِخْوَتِهٖٓ﴾: پورے قصے میں آگے جا کر اُن کے بھائیوں کے کیا اخلاق ہیں کیا اُن کا طرزِ زندگی ہے انہوں نے کیا کیا وہ اسباق اُس سے حاصل کریں گے۔

3- تیسری چیز یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام اُن کے جو والد ہیں اُن کا ری ایکشن (Reaction) کیا تھا انہوں نے اس مسئلے کو جو بھائیوں کے بیچ میں تھا وہ کیسے ہینڈل (Handle) کیا۔اُن کا ذکر ابھی اس وقت اس لیے نہیں ہے اس آیت میں کیونکہ اُن کا اصل ذکر آگے آنے والا ہے، قصے کی ابتداء بھائیوں سے شروع ہوتی ہے درمیان میں پھر والد صاحب بھی آجاتے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا ہے۔

4-اور چوتھی چیز پوری سورۃ میں سے جو اہم اسباق ہیں ہم نے وہ حاصل کرنے ہیں۔

یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی شخصیت سے کون سے اسباق ہیں ہمارے لیے؟

اُن کے بھائیوں کی شخصیت سے کون سے اسباق ہیں ہمارے لیے؟اُن کے والد یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کی شخصیت سے کیا اسباق ہیں؟

اور پوری سورۃ سے ہمیں کیا سبق حاصل ہوتے ہیں؟ واضح ہو گیا؟

قصے کی ابتداء:

﴿اِذۡ قَالُوۡا لَيُوۡسُفُ وَاَخُوۡهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيۡنَا مِنَّا وَنَحۡنُ عُصۡبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنِ ۖ ۚ ﴿۸﴾﴾ (یوسف:8)

﴿اِذۡ قَالُوۡا﴾: جب انہوں نے کہا(کس نے؟یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے بھائیوں نے)۔

﴿اِخۡوَتِهٖ﴾: بھائی جو تھے میں نے کہا کہ گیارہ بھائی تھے،ایک یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا سگا بھائی تھا اور جو دس تھے وہ باپ شریک بھائی تھے یعنی باپ ایک تھا اُن کی ماں اور تھیں دوسری تھیں،اب جب بھائیوں نے کہا:

﴿اِذۡ قَالُوۡا لَيُوۡسُفُ وَاَخُوۡهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيۡنَا مِنَّا﴾: کہ یوسف اور اُس کا بھائی جو ہے وہ ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں۔

وَاَخِينَا کیوں نہیں کہا؟ بھائی تو ہے ﴿وَاَخُوۡهُ﴾ کیوں کہا؟ کیونکہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا سگا بھائی بِنیامین نام ہے جیسا کہ تفسیر کی کتابوں میں آیا ہے کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا جو سگا بھائی ہے اُن کا نام ہے بِنیامین جو باقی دس ہیں وہ سوتیلے بھائی ہیں۔

اب سوتیلے بھائی جو ہیں دس جو ہیں وہ یہ کہہ رہے ہیں:﴿اِذۡ قَالُوۡا لَيُوۡسُفُ وَاَخُوۡهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيۡنَا مِنَّا﴾: ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں۔﴿وَنَحۡنُ عُصۡبَةٌ ؕ﴾: جبکہ ہم ایک قوی جماعت ہیں۔

﴿عُصۡبَةٌ﴾: اور عصبۃ کہتے ہیں اُس جماعت کو جس کی تعداد دس یا اُس سے زیادہ ہو تو یہاں پر دس بھائی ایک ساتھ ہیں "عصبۃ"؛رھط کہتے ہیں تین سے سات(دس سے کم)، اگر کوئی جماعت ہو جمع ہو جائیں لوگ تو اُسے رھط کہتے ہیں،عصبۃ کہتے ہیں اگر دس کی تعداد پوری ہو جائے اور لوگ دس کی تعداد میں ہوں یا اُس سے زیادہ جمع ہوں۔

﴿وَنَحۡنُ عُصۡبَةٌ ؕ﴾: پوری جماعت یعنی ایک جماعت ہے دس کی تو طاقتور ہیں۔

﴿اِنَّ اَبَانَا لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنِ ۖ ۚ ﴿۸﴾﴾: بے شک ہمارے باپ جو ہیں صریح غلطی میں ہیں۔

﴿ضَلٰلٍ مُّبِيۡنِ﴾: ضلال سے مراد یہاں پر گمراہی نہیں ہے، کہ راہِ راست سے ہٹے ہوئے ہیں یعنی بڑی غلطی میں ہیں بڑی غلطی کر رہے ہیں کہ ہم سے زیادہ محبت کرتے ہیں ہمارے ان دو بھائیوں سے، حسد کا پہلو ہے۔

یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑے خیر سے نوازا ہے بچپن سے ہی پیارے ہیں، بندہ دیکھ لے تو بس آنکھیں رُک جاتی ہیں سبحان اللہ ! پر کشش چہرہ یہ اللہ تعالیٰ کی دَین ہے، اخلاق اُس سے زیادہ خوبصورت ہیں اب ایسا بچہ ہو صرف والدین کو چھوڑیں عوام الناس بھی محبت کرے گی کہ نہیں؟!

دیکھیں میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ والد کو سارے بچے پسند ہیں، اور جو باپ ہیں خود یہ بہتر جانتے ہیں جن کی ایک سے زیادہ اولاد ہیں اُن کو خود پتہ ہوتا ہے سب جگر کے ٹکڑے ہوتے ہیں لیکن بعض لوگوں کا اخلاق اُن کے آداب اُن کا طریقہ اُن کا رویہ دوسروں سے بہتر ہوتا ہے تو وہ زیادہ پسند ہوتے ہیں زیادہ پیارے ہوتے ہیں؛ نہیں؟! ایک فطری چیز ہے۔

تو اُن لوگوں کو یہ پسند نہ آیا کہ یہ جو دو ہمارے بھائی ہیں جن کی ماں دوسری ہے ہمارے باپ ان سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور ہم سے کم کرتے ہیں، ہمارے باپ کی توجہ ہمارے اوپر اتنی نہیں ہے جتنی ان دونوں کے لیے ہے تو یہاں پر مسئلہ شروع ہوا اِس سے پہلے کیا تھا؟ خواب تھا۔

یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی خواب سے یہ قصہ شروع ہوا نا کہ سورج ہے چاند ہے گیارہ سیارے ہیں وہ سجدہ کر رہے ہیں تو باپ نے کیا کہا؟ بھائیوں کو یہ خواب مت سنانا۔

کیوں؟ کیونکہ باپ کی نظر سب اولاد پر ہوتی ہے چاہے بتائے یا نہ بتائے سب کا پتہ ہوتا ہے، گھر سے باہر ہوتا ہے کام کاج ہوتا ہے اُن کو پتہ ہوتا ہے کہ گھر میں کون سا بیٹا کون سی بیٹی کیسی ہے اور کیا کر رہی ہے۔

تو اُن کو پتہ تھا کہ یہ بیٹے جو ہیں دَس یہ حسد کرتے ہیں ناپسند کرتے ہیں، تو اگر خواب بھی سنا دیتے حسد اور بڑھ جاتا کہ نہیں؟ تو گھر کا سربراہ ہمیشہ اگر کوئی مسئلہ ہو تو اس کو حل کرنے کی طرف جاتا ہے اور حل کیا تھا؟ کہ بھائیوں کو نہ بتانا، بتا دیا شروع سے۔

اور یہاں پر ابھی خواب کا پتہ ہی نہیں ہے بھائیوں کو کیا کہہ رہے ہیں؟ آپس میں منصوبہ بنا رہے ہیں کہ ہمارے یہ جو دو بھائی ہیں ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں ہمارا باپ جو ہے وہ بڑی غلطی میں ہے اُس کو ایسا نہیں کرنا چاہیے: ﴿لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ﴾۔

لفظ ﴿ضَلٰلٍ﴾ کا ہے کیونکہ وہ جو اندر چھپاتے تھے نا بغض و نفرت جو بھائی ہیں اُن کی زبان سے پھر وہی چیز نکلتی ہے نا، خطاء ہو سکتا تھا کہ بڑی غلطی میں لیکن لفظ ﴿ضَلٰلٍ﴾ کا ہے: ﴿لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ﴾۔

منصوبہ کیا طے ہوا سنیں ذرا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹﴾ (یوسف:9)

﴿اقْتُلُوْا يُوْسُفَ﴾: خطرناک منصوبہ ہے! اور اپنے بھائی جو منصوبہ بنا رہے ہیں منصوبہ کیا ہے؟ قتل کر دو یوسف کو۔

قتل کرنا! بھائی بھائی کے بارے میں سوچ سکتا ہے قتل کریں! منصوبہ بنا رہے ہیں اتنی سخت نفرت!

اُن کے دلوں میں جو بغض و نفرت ہے زبان پر کیا نکل کر آیا؟ کیا اُبل کر آیا؟ ﴿اقْتُلُوْا يُوْسُفَ﴾۔

﴿اَوِ﴾: یا، ﴿اطْرَحُوْهُ اَرْضًا﴾: اُسے کسی دور دراز زمین پر چھوڑ دو۔

کیا ہوگا نتیجہ ؟

﴿يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ﴾: تو تمہارے باپ کا چہرہ تمہارے لیے خالص اور خالی ہو جائے گا(جو ہمارا باپ اِن کو زیادہ وقت دیتا ہے جب ہو گا ہی نہیں ہمارے بیچ میں تو ہمارے باپ کو بھی ہمارے لیے فرصت مل جائے گی)۔

آگے دیکھیں:

﴿وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۝٩﴾: اور اس کے بعد تم نیک ہو جانا(یعنی توبہ کر لینا)۔

دیکھیں شیطانیت کیا ہوتی ہے شیطان کا بہکاوا کیونکہ یہ سب شروع سے یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے کیا فرمایا؟ یہ شیطان کا طریقہ ہے اور شیطان سب سے بڑا کھلا دشمن ہے۔

اب جب دل میں بغض اور نفرت ہے بہت زیادہ اور زبان پر جو بات قتل کی آئی ہے تو فوراً قتل کی دوسری آپشن (Option) بھی آئی ہے فوراً، دیکھیں: ﴿أَوِ﴾ کیونکہ قتل پر جمع ہوئے تھے تو قتل کر ہی کر دیتے نا قتل کے بعد ﴿أَوِ﴾ دوسرا آپشن (Option) کہاں سے آیا جبکہ دل میں شدید نفرت ہے بغض ہے؟

قتل بھی کر سکتے تھے لیکن قتل کرنے کی جرأت نہیں تھی! نہیں کر سکتے تھے جانتے ہیں کیوں؟ اوپر جائیں ذرا آیت نمبر 6 میں:

﴿وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ﴾ (یوسف:6)

"اجتباء": باپ اپنے بیٹے کو تسلی دے رہا ہے کہ بیٹا اگر ایسا ہو جائے بھائیوں سے کبھی شیطان عَدُوّ ہے کھلا دشمن ہے پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر خاص انعام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں خاص چن لیا ہے اُن میں سے کسی کو نہیں چنا اللہ تعالیٰ نے تمہیں چنا ہے جب چن لیا تو آزمائش ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کا جب چناؤ اختیار ہوتا ہے نا کسی کے لیے تو آزمائشیں ہوں گی اس لیے پہلے سے تسلی دے کر خبر دار کر دیا ہے۔

اچھا جسے اللہ تعالیٰ چن لے کوئی اسے نقصان پہنچا سکتا ہے؟! اچھا قتل کر سکتا ہے کوئی؟!

چن لیا سے کیا مراد ہے اس کو بھی غور کریں ذرا پانچویں چیز کہ اللہ تعالیٰ کا جو چننا ہے: ﴿وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ﴾: یہ اجتباء جو ہوتا ہے نا آگے پوری سورۃ میں کیسے رہتا ہے، میں ہر بار میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ جو اجتباء تھا کہاں کہاں پر کام آیا ہے آپ سوچ بھی نہیں سکتے!

اللہ تعالیٰ کی خاص مدد ہوتی ہے اس اجتباء سے، جب اللہ تعالیٰ کسی کو چن لے نا تو خاص انعام اور احسان اور خاص مدد ہوتی ہے مشکل ترین وقت میں بھی اللہ تعالیٰ کی مدد آجاتی ہے پتہ نہیں ہوتا کہاں سے آئی!

دیکھیں دنیا کا بادشاہ کہتا ہے یا بڑا انسان کہتا ہے کہ یہ میرا خاص ہے(اُس کے سامنے کہتا ہے یہ میرا خاص ہے) یا اُسے پیغام کوئی سچا بندہ پہنچاتا ہے کہ فلاں تمہارے بارے میں کہہ رہا تھا کہ میرا خاص ہے تسلی ہو گئی کہ نہیں؟ مشکل میں وقت میں کہیں بھی مشکل ہو اُسے مسئلہ ہوتا ہے؟ نہیں! کیوں؟ کہ فلاں کا ہاتھ ہے نا سر پر۔

جب ربِّ کریم کہہ دے کسی کے بارے میں: ﴿وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ﴾: اس لیے لفظ کیا ہے؟ ﴿رَبُّكَ﴾۔

إلٰهُكَ نہیں "ربّ": ربّ کا معنی بہت عظیم ہے طاقت ہے عزت ہے خالق ہے مالک ہے تدبیر کرنے والا ہے، ربّ کے سامنے کس کا زور ہے کون سر اُٹھا سکتا ہے؟! سب سے بڑی طاقت کولے کر آئیں کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے؟!

اس لیے جب ﴿اقْتُلُوْا﴾ کہا ﴿يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ﴾ فوراً کام آیا کہ نہیں؟ فوراً کسی کے دل میں ڈال دیا: ﴿اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا﴾ ۔

یہ کس نے کہا ہے ﴿اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا﴾؟ یہ آپشن (Option) کیوں آیا ہے یا اسے دور کر دو کسی دور دراز زمین میں؟ یعنی جب اصل مسئلہ باپ سے دور کرنا ہی ہے قتل بھی ہو سکتا ہے یا کوئی اور طریقہ بھی ہے اور بھی ہے۔

اچھا سنیں دیکھیں: ﴿وَ تَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹﴾: شیطان کا بہکاوا دیکھیں پتہ ہے کیوں کہا ہے یہ؟

1- کیونکہ جو گناہ کرنے جا رہے ہیں بہت بڑا ہے تو جھوٹی تسلی دینے کے لیے کہ بعد میں توبہ کر لینا نا!

یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے کوئی شخص گناہ کرنے سے پہلے یہ سوچے کہ چلو بھئی توبہ کر لوں گا!

2- گناہ تو کرنے جا رہے ہیں ابھی فیصلہ نہیں ہوا کہ قتل کرنا ہے یا دور دراز زمین پر اسے نکال دینا ہے تاکہ واپس نہ آسکے۔

ان میں سے کیا کرنا ہے ابھی پتہ نہیں ہے ابھی منصوبہ طے نہیں ہوا فیصلہ نہیں ہوا لیکن یہ بات طے ہے کہ بعد میں ہم توبہ کر لیں گے کیونکہ بھلے لوگ ہیں لوگ اچھے ہیں نبی کی اولاد ہیں تربیت تو ہوئی ہے خیر کی نا تو پتہ ہے توبہ کیا ہوتی ہے واپس کیسے رجوع کیا جاتا ہے لیکن یہ وقت نہیں ہے ایسی بات کرنے کا یہ شیطان کا بہکاوا ہے جھوٹی تسلی ہے کیونکہ جو بڑا گناہ ہے نا اگر آپ کو یہ کہہ دیں کہ توبہ بھی تو ہے نا تو چھوٹا لگتا ہے کہ نہیں؟!

تو اس بڑے گناہ کو چھوٹا کرنے کے لیے: ﴿وَ تَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹﴾: آپس میں مشورہ کر رہے ہیں کہ بعد میں توبہ ہی کر لیں گے نا تو اللہ کی پکڑ سے بھی بچ جائیں گے۔

پتہ ہے جو بھائیوں سے گناہ ہوا ہے کم سے کم دَس کے قریب ہیں، ایک نہیں ہوا میں آگے بتاؤں گا کتنے، اور یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے احسانات جو ہیں وہ بھی بتاؤں گا کہ دَس سے زیادہ ہیں اور جو یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے صبر کیا وہ بھی دَس سے زیادہ ہیں میں ایک ایک بتاوں گا ان شاءاللہ، ساتھ ساتھ جاکر کیونکہ یہ صرف ایک گناہ نہیں ہے!

میں ہنٹ (Hint) دے رہا ہوں:

(۱) والد کے ساتھ بد سلوکی؛ نہیں؟! (۲) قطع رحمی کرنا؛ بھائی یہی کر رہے ہیں نا بھائی کو بھائی سے؟!

یہ میں نے دو بتائے ہیں اور بھی ہیں اور بہت کچھ آئے گا، اور دوسری طرف ابھی آیا نہیں بتاؤں گا میں کہ صبر کرنا ہے، یقین کرنا ہے، تسلی، بہت سارے ہیں آگے آئے گا ان شاءاللہ۔

تو بڑے گناہ کو چھوٹا کرنے کے لیے آپس میں یہ طے کر لیا کہ بعد میں توبہ بھی کرنی ہے اب فوراً دیکھیں:

﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰﴾

(یوسف:10)

﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ﴾: اُن میں سے کہنے والے ایک نے کہا۔ ﴿لَا تَقۡتُلُوۡا يُوۡسُفَ﴾: یوسف کو قتل مت کرو۔

ابھی کیا تھا؟ ﴿اقۡتُلُوۡا﴾ سے بات شروع ہوئی اب قتل کا منصوبہ ختم! ﴿لَا تَقۡتُلُوۡا يُوۡسُفَ﴾: اختلاف ہوا کہ نہیں؟ قتل پر اختلاف ہو گیا کہ ابھی قتل تو نہیں کرنا ہم نے۔

﴿لَا تَقۡتُلُوۡا يُوۡسُفَ﴾: بغض اور نفرت سے بھرا ہوا دل ہے ابھی توبہ کی بات ہو رہی ہے کہ توبہ بھی بعد میں کر لیں گے جب دوسرا آپشن (Option) کسی نے بتایا ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل میں ڈالا کہ یہ آپشن بھی ہے قتل کے سوا اور راستہ بھی ہے اب اُس کو کیسے نکال لیا انتخاب کر لیا کہ دل میں یہی بات ہے اور اس کو ظاہر بھی کرنا ہے اور اسی پر فیصلہ ہونا ہے؟ ﴿لَا تَقۡتُلُوۡا يُوۡسُفَ﴾: میں تمہارے ساتھ اس منصوبے میں نہیں ہوں قتل نہیں کرنا یوسف کو۔

اچھا کس نے کہا ہے اس پر مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کہ بڑے نے کہا ہے اُس کے بعد والے نے کہا ہے کس نے کہا ہے مختلف نام آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے نام نہیں بتایا کون ہے اس کا فائدہ ہی نہیں ہے فائدہ کس میں ہے؟ ﴿لَا تَقۡتُلُوۡا يُوۡسُفَ﴾: اصل بات یہ ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہی بتا دیا ہے کہ قتل کا منصوبہ ختم ہو گیا وجہ: ﴿وَكَذٰلِكَ يَجۡتَبِيۡكَ رَبُّكَ﴾: یہ ہمیشہ یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کیسے یہاں پر آئی؟ اب بیچ میں یوسف علیہ الصلاۃ والسلام ہیں؟ منصوبہ بھی کر رہے ہیں اور خود جو ہے جو زیادہ نقصان ہے اس کو چھوڑ کر کم نقصان کی طرف جا رہے ہیں کہ نہیں؟

یعنی یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے جو شر تھا وہ زیادہ یا کم کی طرف چلا گیا؟ کم کی طرف اور اُن کو پتہ ہی نہیں ہے خبر ہی نہیں ہے!

﴿وَاَلۡقُوۡهُ فِىۡ غَيٰبَتِ الۡجُبِّ﴾: یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو پھینک دو۔

﴿غَيٰبَتِ الۡجُبِّ﴾: جُبّ کہتے ہیں کنویں کو۔ غیابت کہتے ہیں کنویں کی تہہ کو۔ کنویں کے اندھیرے کو؛ وہاں پر اسے پھینک دو! تو ہو گا کیا؟

﴿يَلۡتَقِطۡهُ بَعۡضُ السَّيَّارَةِ﴾: کوئی مسافر اُٹھا کر لے جائے گا اپنے ساتھ۔

مسافر کیسے وہ تو کنویں میں ہے؟ بھئی مسافر کو پانی کی ضرورت پڑتی ہے کہ نہیں، کنواں ہے مسافر آئیں گے پانی کی ضرورت پڑے گی ڈول ڈالیں گے نکالیں گے تو ظاہر ہے کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام اپنی جان بچانے کے لیے نکلیں گے اوپر نا، ڈول کی رسی ویسے ہی پکڑ لیں گے کھینچیں گے تو باہر آ جائیں گے، اور ایسا ہوا۔

﴿اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِيۡنَ ۞﴾: اگر تم نے کرنا ہی ہے (یعنی منصوبہ جو تم طے کر رہے ہو نقصان پہنچانے کے لیے اور یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو ہمارے باپ سے دور کرنے کے لیے اگر یہ کرنا ہے) تم نے تو پھر یہی کرو کہ قتل نہ کرو اسے دور دراز علاقے میں پھینک دو۔

اور دور دراز کہاں لے کر جائیں گے تو کنواں جو قریب ترین کنواں ہے ہمارا وہاں پر جا کر پھینک دیں گے اور وہاں پر کوئی آئے گا مسافر کوئی قافلہ آئے گا تو اسے اٹھا کر لے جائے گا، کہاں لے کر جاتا ہے ہماری اس سے کوئی غرض نہیں ہمارا اصل مسئلہ ہے جان چھڑانی ہے ہم نے کہ جان چھوٹ جائے اور یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو اس طریقے سے اپنے باپ سے دور کرنا ہے۔

اب آتے ہیں باپ کی طرف:

﴿قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴾ (یوسف:11)

اب دس نے جو منصوبہ بنایا﴿قَالُوْا﴾: انہوں نے کہا۔﴿يٰٓاَبَانَا﴾:اے ہمارے ابا!اے ہمارے باپ!

﴿مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ﴾:آپ کو کیا ہوا ہے کہ آپ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے؟!

﴿وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴾: جبکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔

ہم بھائی ہیں اُس کے آپ عجیب سے باپ ہیں آپ ہم پر بھروسہ نہیں کرتے اعتبار نہیں کرتے کہ اپنے بھائی کو لے کر جائیں اپنے ساتھ کہیں پر سیر کے لیے؟!وہ گھر میں بے چارہ بند پڑا رہتا ہے ہم اُس کے خیر خواہ ہیں۔

دیکھیں اب کیونکہ لے کر جانا ہے لے کر جائیں گے نا گھر سے تو پھر کوئی منصوبہ طے ہو گا!

یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام اپنے جو بڑے بھائی ہیں اُن کے ساتھ کہیں جائیں منع کرتے تھے ،جانتے تھے حسد کرتے تھے بھائی ہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں تو منع کرتے تھے۔

یہاں سے اب منصوبے کی ابتداء ہے کہ باپ سے کہیں گے تو کچھ معاملہ آگے چلے گا نا:﴿وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴾:ہم خیر خواہ ہیں نصیحت کرنے والے ہیں ہم اُس کی خیر چاہتے ہیں۔

یعنی اس کی کھیلنے کودنے کی عمر ہے آپ نے گھر میں بند کیا ہوا ہے ہم خیر خواہ ہیں تو ہمارے ساتھ بھیجیں اس لیے آگے فرمایا:

﴿اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ (یوسف:12)

﴿اَرْسِلْهُ مَعَنَا﴾: آپ اسے ہمارے ساتھ بھیج دیں﴿غَدًا﴾:کل۔

﴿يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ﴾: وہ کھائے پیے گا اور کھیلے کودے گا۔

﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾: اور یقیناً ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ہم اس کے محافظ ہیں۔

یعنی اگر آپ کو ڈر ہے کہ اسے کوئی نقصان پہنچے گا باہ ہم لے جائیں گے تو ہم دس ہیں ہمارا بھائی ہے حفاظت کریں گے۔

ہم خیر خواہ بھی ہیں:﴿وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴾ اور﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾: حفاظت بھی کریں گے۔

آپ کو ڈر کس چیز کا ہے آپ بھیجتے کیوں نہیں ہیں اعتبار نہیں بھروسہ نہیں؟!

ہمارا بھائی ہے ہم خیر خواہ ہیں حفاظت بھی کر سکتے ہیں پھر آپ کے پاس عذر کیا ہے وجہ کیا ہے کیوں نہیں بھیجنا چاہتے آپ؟!

اب سنیں ذرا یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴾ (یوسف:13)

﴿قَالَ﴾:انہوں نے یعنی یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا﴿اِنِّيْ﴾:بے شک مجھے۔

﴿لَيَحْزُنُنِيٓ﴾: مجھے بہت یہ بات غمگین کر دیتی ہے پریشان کر دیتی ہے۔

﴿اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ﴾: کہ آپ اُسے مجھ سے دور لے کر جاؤ۔﴿وَ اَخَافُ﴾: اور مجھے ڈر ہے۔

﴿اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ﴾: کہ بھیڑیا اسے کھا جائے۔﴿وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾﴾: جبکہ تم بے خبر رہو اُس سے۔

آپ اب جاؤ گے نا (پکنک پر جا رہے ہیں سیر پر جا رہے ہیں) آپ اپنے کھیل کود میں لگ جائیں گے اپنے شکار میں کسی چیز میں اور اسے اگر اکیلا چھوڑ دیں گے تو مجھے ڈر ہے مجھے خدشہ ہے کہ بھیڑیا آجائے گا آپ ویرانے کی طرف جا رہے ہیں بھیڑیا اسے کھا جائے گا اور اُس کی اتنی چھوٹی عمر ہے کہ وہ اپنا دفاع خود نہیں کر سکتا، اپنے آپ کو بھیڑیے سے نہیں بچا سکتا وہ!

عذر بتا دیا نا کہ اصل بات یہ ہے اس لیے میں منع کرتا ہوں، دو باتیں:

1-اُس کی جدائی مجھے پریشان کر دے گی۔ اتنی زیادہ محبت ہے جبکہ جا کر واپس آنا ہے ہمیشہ کے لیے جانا نہیں ہے کبھی سوچ نہیں سکتے تھے کہ میرا یہ سب سے پیارا بیٹا مجھ سے جدا ہو جائے گا! صرف اس کا کچھ دیر کے لیے جانا اور اُسی دن واپس آنا مجھے پریشان کر دیتا ہے!

یہ کیا ہمیں بتاتا ہے اس میں کیا پیغام ہے؟ کہ شدید محبت ہے (اور محبت دل سے ہوتی ہے نا!)۔

2-دوسری بات، مجھے ڈر بھی ہے کہ بھیڑیا نا کھا جائے اسے۔

اب بھیڑیئے کی بات کو بھائیوں نے پکڑ لیا ہے! باپ نے تو اپنی بات بتا دی ہے نا اب جو شر پسند ہوتے ہیں نا آپ کی خیر کی بات سے شر کو نکال لیتے ہیں ہمیشہ یاد رکھیں! آپ تو خیر خواہ ہیں خیر چاہتے ہیں جو شر پسند ہیں نا آپ کی خیر کی بات سے بھی شر سے نکال لیتے ہیں، بنا دیتے ہیں؛ اب اُن کو مل گئی بات کہ اگر یہ بس کسی طریقے سے ہمارے ساتھ بھیجتا ہے نا تو ہمیں عذر بھی مل گیا ہے (اپنے باپ کی زبانی عذر بھی مل گیا ہے)۔

اب بیٹوں کا جواب سنیں ذرا، اب منصوبہ بنا کر آئے ہیں نا اب شر پسند تھے تو شر پر اُتر آئے ہیں اب اُن کے جواب دیکھیں ذرا:

﴿قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾﴾ (یوسف:14)

(اُن کے بھائیوں نے کہا کہ اگر اُسے بھیڑیا کھا جائے جبکہ ہم ایک قوی جماعت ہیں تو یقیناً ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہیں (ہم بیکار ہیں ہم زیاں کار ہیں))

اچھا اپنی ایسی باتیں بتاتے ہیں نا اپنے باپ کو قائل کرنے کے لیے منوانے کے لیے کہ کسی طریقے سے باپ مجبوری میں آکر بھیج دے، یعنی:

(۱) آپ پہلے سے اُن سے زیادہ محبت کرتے ہیں دونوں بیٹوں سے ہم سے محبت نہیں کرتے ہمارے لیے آپ کو فرصت (وقت) نہیں ہے اور پھر ہم ایک قوی جماعت ہیں دَس کی تعداد ہے ہماری ہم بڑے ہیں چھوٹے نہیں ہیں وہ چھوٹا ہے وہ بھیڑیئے سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا ہم تو بچا سکتے ہیں ہم بڑے طاقت والے ہیں۔

(۲) آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے بھائی کو بھیڑیے سے نہیں بچا سکیں گے تو ہم تو پھر بیکار ہی ٹھہرے نا ہماری کیا حیثیت ہے؟! آپ یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم بیکار ہیں نا دوسرے لفظوں میں!

دیکھیں آپ الفاظ دیکھیں جبکہ باپ نے کہا کہ تم بیکار ہو؟! نہیں! تم بھی میرے بیٹے ہو جیسے یہ بیٹا ہے، لیکن جو شر پر اُتر آتے ہیں ناں اب منصوبہ بنا لیا ہے اُس بُرے منصوبے کو انجام پر پہنچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے!

اور الفاظوں کا چناؤ دیکھیں آپ:

(۱) "خسارہ پانا": جس سے یہ مراد بھی ہوتی ہے کہ ہم ہیں بیکار ہماری کیا حیثیت ہے؟! آپ کی نظروں میں تو ہم پہلے سے ہی کچھ نہیں ہیں!

(۲) اور پھر بھیڑیا کھا جائے گا ہمارے ہوتے ہوئے آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اتنے بزدل ہیں اپنے بھائی کو ہم نہیں بچا سکیں گے! لے کر جا رہے ہیں ذمہ داری اپنے سر پر اٹھا رہے ہیں اور پھر ہم نے پہلے بھی کہا ہے ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾: حفاظت کرنے والے ہیں اور آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ بھیڑیا کھا جائے گا عجیب سی بات ہے!

ظاہر ہے کہ باپ نے مان لینا تھا اب کوئی عذر باقی نہیں بچا۔

دو باتیں تھیں:

(۱) ﴿لَيَحْزُنُنِيْٓ﴾: "آ جائیں گے شام تک نا"؛ دو باتیں بتائیں دو وجہ بتائیں نا، ایک کہ مجھے یہ بات زیادہ غمگین کر دیتی ہے پریشان ہو جاتا ہوں جب مجھ سے دور ہو جاتا ہے، "شام کو آ جائیں گے نا واپس وہ مسئلہ نہیں ہے"۔

(۲) بھیڑیا کھا جائے گا! ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ⑪﴾، ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑫﴾، اور پھر نہیں بچا سکیں گے اگر بھیڑیے سے اپنے بھائی کو پھر ہم ﴿اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ⑭﴾۔

یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اُن کی بات کو مان لیا کہ ٹھیک ہے تم لے کر جاؤ۔

اپنے بھائی کو لے کر گئے جب والد کو الوداع کہا ساتھ لے کر گئے تو جب تک نگاہ تھی بڑے پیار سے لے کر جا رہے تھے جیسے ہی نظروں سے اوجھل ہوئے دور ہوئے اُسے مارنا پیٹنا شروع کر دیا!

اب غور کریں ذرا کہ بھائی ہے بڑے بھائیوں کے ساتھ گھر سے یعنی زیادہ نہیں نکلتا تھا یہ بچہ باپ نہیں جانے دیتا تھا، غالباً پہلی دفعہ یہ گئے اپنے بھائیوں کے ساتھ خوشی کے لیے کہ کھیلیں گے کودیں گے جیسا کہ بچے ہوتے ہیں اور بھائی جب آپ کو مارے پیٹے یا گالیاں دے تکلیف پہنچائے تو جسم کی چھوٹ کم لگتی ہے دل پر زیادہ لگتی ہے!

عام بندہ کرے نا تو بہت کم اس کا اثر ہوتا ہے، باہر سے لوگ آپ کو مارتے پیٹے ہیں نا تو دل پر چوٹ نہیں لگتی وہ جسم پر لگتی ہے وہ ختم بھی ہو جاتی ہے، دل پر جو چوٹ لگتی ہے نا زخم وہ جلدی نہیں بھرتا اس پر ذرا غور کریں آپ!

آگے دیکھیں ذرا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑮﴾ (یوسف:15)

﴿فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ﴾: پھر جب وہ اُسے لے کر گئے۔

یعنی باپ نے مان لیا اور وہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے ساتھ لے کر گئے۔

﴿وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ﴾: اور سب نے اتفاق کر لیا کہ اب وہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں (اور ڈال بھی دیا ہے)۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اُسے مارتے پیٹتے گئے اور کنویں میں اُسے رسی باندھ کر اتارنے لگے جب کنویں کی جو رسی کو پکڑا ہاتھ سے تو ہاتھ پر مار دیا تاکہ چھوڑے تو وہ نیچے چلا جائے۔

الغرض اسے کنویں میں مار پیٹ کر اتار دیا، اس کی قمیض اُتار لی، کنویں کی جب تہہ میں گیا تو ظاہر ہے بہت اداس تھا، بہت اداسی تھی اور زیادہ تکلیف یہ تھی کہ اپنے بھائی ہیں! تو پتھر تھا کنویں کے اندر کوئی، اس پر جا کر بیٹھ گئے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام۔

اب دیکھیں: ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ﴾: اور ہم نے وحی بھیجی۔

کس نے؟ ﴿وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ﴾: دیکھیں اللہ تعالیٰ کی مدد دیکھیں کہاں پر آئی! اب اُس کنویں میں کوئی مددگار ہے؟!

اپنے یہ کر رہے ہیں اپنے سگے بھائی کر رہے ہیں (اپنے بھائی باپ کی طرف سے جو سوتیلے بھائی ہیں بھائی اپنے کر رہے ہیں) اپنے خیر خواہ ہیں ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ⑪﴾، ابھی کہا ہے ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑫﴾، یہ حفاظت ہے یہ خیر خواہی ہے؟!

وہ بھی یہی سن کر آئے تھے نا کہ میرے بھائی ہیں خیر خواہ ہیں میرے میری حفاظت کریں گے میرا خیال رکھیں گے، اب اکیلے بیٹھے ہیں اس کنویں کی تاریکی میں! اللہ تعالیٰ وحی بھیجتے ہیں دل میں القاء ہوتا ہے: ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ﴾۔

کیا وحی ہے ذرا غور سے سنیے، اتنی خوبصورت تسلی ہے نا اس دن کے بعد سے لے کر آخر وقت تک پھر پریشانی نہیں ہوئی! جتنی مصیبتیں آئی ہیں ایک تو اجتباء کے لفظ سے باپ نے خوشخبری دی تھی، اب باپ خوشخبری نہیں دے رہا اب وحی دل پر آچکی ہے اور ان دونوں میں فرق ہے جبکہ باپ کی بات بھی سچی ہے اللہ کے نبی ہیں؛ ایک بندہ باہر سے آپ کو کوئی خبر دیتا ہے اور ایک دل میں آپ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوتا ہے الہام ہوتا ہے اور وحی ہوتی ہے فرق ہے کہ نہیں دونوں میں؟!

جو دل میں براہِ راست وحی ہوتی ہے وہ دل کو یوں کشادہ کر دیتی ہے کمال کی تسلی ہوتی ہے! ﴿وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ﴾۔

﴿لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا﴾: آپ یقیناً ان کو اس بات کی خبر دیں گے (مکمل خبر دیں گے تفصیل کے ساتھ دیں گے)۔

﴿وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑮﴾: جبکہ اُن کو شعور تک بھی نہ ہو گا (اُن کو پتہ ہی نہیں ہو گا کہ آپ یوسف ہیں)۔

کتنی بڑی تسلی ہے کتنے بڑے خوبصورت پیغامات ہیں ایک نہیں ہے پتہ ہے؟!

1- آپ یہاں پر مریں گے نہیں ہلاک نہیں ہوں گے یہاں سے بچ جائیں گے صحیح سلامت کوئی نقصان آپ کو نہیں ہو گا۔

کیوں؟ کیونکہ خبر جا کر دینی ہے اُن کو نا!

2- ملاقات ہو گی کہ نہیں بھائیوں سے؟ ہو گی کہ نہیں دوبارہ؟ ہو گی۔

3- آپ غالب ہوں گے وہ مغلوب ہوں گے خبر آپ اُن کو دیں گے۔

4-آپ کا مقام اُن جیسا نہیں ہو گا آپ اُن سے بڑے ہوں گے، عمر میں چھوٹے ہیں رتبے میں بہت بڑے ہوں گے آپ۔

وہاں پر:﴿ وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ ﴾: پہلے، اب یہاں پر کمال ہو گیا ہے کہ دل میں یہ وحی ہوئی ہے کہ ملاقات صرف نہیں ہو گی بلکہ آپ خبر بھی دیں گے جب آپ بتائیں گے کہ آپ نے میرے ساتھ کیا کیا، میں تمہارا وہی بھائی ہوں جس کو تم لوگوں نے کنویں میں جا کر پھینکا تھا تکلیفیں پہنچائی تھیں تو شرمندہ ہوں گے کہ نہیں؟!

جبکہ آپ دیکھنا کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے آخر میں جا کر کیا کیا آپ حیران ہو جائیں گے کہ کیا انسان تھے، اتنے عظیم انسان تھے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام!

﴿وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾: وہ آپ کو پہچانیں گے نہیں آپ اُن کو بتائیں گے کہ میں یوسف ہوں۔

﴿ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴾: کیونکہ یہ بھی ذہن میں آسکتا ہے کہ پہچانیں گے پھر نقصان پہنچائیں گے نا؟! نہیں نقصان ختم آج کے بعد نقصان نہیں پہنچا سکتے! یہ آخری نقصان تھا جو آپ کو پہنچایا ہے یہ آخری تکلیف تھی آپ کے بھائیوں کی طرف سے آگے کوئی تکلیف نہیں ہے! چھوٹا سا جملہ ہے کتنے خوبصورت پیغامات ہیں!

دنیا کا سب سے بڑا بندہ آپ کو تسلی دیتا ہے ایسی تسلی دے سکتا ہے اُس مشکل ترین وقت میں کہ کنویں میں ہیں اکیلے ہیں اندھیرے میں چھوٹے بچے ہیں شدید تکلیف ہے یا نہیں؟! ڈر ہوتا ہے کہ نہیں؟!

بڑا بندہ ہو کنویں میں جا سکتا ہے! جرأت چاہیے نا عام بندہ کہاں جا سکتا ہے! لیکن تسلی ہو گئی اب یہ بات نہیں کہ کیسے نکلوں گا میں کیا ہو گا اندھیرے میں خیر ہے، فوراً دیکھیں نا:﴿وَاَوْحَيْنَاۤ﴾: فأوحینا نہیں ہے، یا ثُمَّ نہیں ہے، جوں ہی کنویں میں داخل ہوئے تھوڑا وقت نہیں گزرا فوراً وحی آ گئی ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے بھی پریشانی نہ ہو، کمال ہے، واللہ!

جسے اللہ تعالی چن لے نا تکلیفیں جتنی بھی ہوتی ہیں آزمائش ہوتی ہے لیکن مدد اللہ تعالی کی طرف سے ہو کر رہتی ہے، مشکل ترین وقت میں بھی اللہ کی قسم کہاں سے مدد کیسے کب آتی ہے آپ کے گمان میں بھی نہیں ہو گا!

ہو گیا بھائی چلے گئے اور یوسف علیہ الصلاۃ والسلام بغیر قمیض کے بیٹھے ہیں اور اس انتظار میں بیٹھے ہیں کہ نجات تو آئے گی نا! بڑی تسلی میں ہیں پر سکون ماحول میں ہیں، جو درد تھا تکلیف تھی جو زخم تھا دل میں سب ختم!

کیوں؟ کیونکہ اللہ تعالی نے یہ خوشخبری دی ہے نا! کتنی خوشخبریاں ہیں یہ ایک خوشخبری نہیں ہے! اس الہام اس وحی میں ایک سے زیادہ خوشخبریاں ہیں کہ بھائیوں سے ملاقات بعد میں بھی ہو گی، گھر والوں سے جا کر ملوں گا میں، اور شروع میں جو خواب کی تعبیر تھی نا وہ بھی پتہ ہے (سبحان اللہ)۔

دیکھیں اُس میں کیا تھا؟ اللہ تعالی نے خاص تمہیں چن بھی لیا ہے، ﴿وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ﴾(یوسف:6) یہ بھی اللہ تعالی تمہیں علم دے گا اللہ تعالی نے تمہیں خاص چنا ہے اللہ تعالی کے خاص بندے ہو تم۔

یہ ہوتا ہے کمال تربیت کرنے والے کا کہ جب مصیبت تکلیف آتی ہے اُس میں سے جو خیر ہے نا اُس بڑی تکلیف میں بڑے شر میں خیر کے پہلو پر فوکس (Focus) کر کے اُسے نکال کر سمجھا دیتے ہیں تو شر بالکل ہلکا پڑ جاتا ہے تکلیف بالکل کم پڑ جاتی ہے۔

سوال: یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی عمر کا ذکر ہے؟

جواب: مختلف مفسرین نے کہا سات ہے کسی نے کہا دس ہے کسی نے کہا سترہ ہے کسی نے اٹھارہ ہے، کیونکہ وحی بالغ پر نازل ہوتی ہے تو بعض مفسرین نے کہا کہ سترہ اٹھارہ سال عمر تھی، اور کسی نے کہا کہ نہیں سات سال عمر ہے کیونکہ آگے ذکر آئے گا ﴿غُلٰمٌ﴾ (یوسف:19)؛ غلام ہوتا ہے دس سال سے کم بچہ (غلام کا لفظ جو ہے)۔

اب آگے آئے گا ہم آگے غلام کے لفظ پر بات کرتے لیکن آپ نے پہلے پوچھ لیا تو اس میں اختلاف ہے، چاہے عمر جو بھی تھی چھوٹے تھے بڑے بھائیوں سے کمزور تھے دفاع نہیں کر سکتے تھے بھیڑیئے کا مقابلہ خود نہیں کر سکتے تھے یہ بات تو طے ہے اب عمر سات تھی یا دس تھی یا سترہ تھی اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ بھائیوں نے یہ ظلم کیا اپنے بھائی پر یہ بڑی زیادتی کی ہے!

اب دوسری طرف یہ بھائی جاتے ہیں باپ کے پاس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَجَآءُوْۤا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝۱۶﴾ (یوسف:16)

اب جب باپ ہے واپس گھر تو آنا تھا نا۔ اب واپس گھر کس حالت میں پہنچے غور کریں ذرا:

﴿وَجَآءُوْۤا﴾: اور وہ یعنی بھائی جو ہیں اپنے باپ کے پاس آئے۔

﴿عِشَآءً﴾: رات کے وقت۔

﴿يَّبْكُوْنَ ۝۱۶﴾: روتی ہوئی حالت میں۔

وقت بھی بتایا اُن کی حالت بھی بتائی کیفیت بھی بتائی۔

عام طور پر جلدی آنا تھا تو تھوڑی دیر ہو گئی ہے تو دیر کو جسٹیفائی (Justify) کرنا ہے نا، منصوبہ تو طے کر لیا جو بھی کیا وہ ہو گیا اپنی طرف سے اپنے بھائی سے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام سے جان چھڑا چکے ہیں اب واپس گھر آئے روتی ہوئی حالت میں دسوں کے دس بھائی سب رو رہے ہیں اور شام کو یعنی دیر سے پہنچے ہیں گھر میں، اپنے باپ کی طرف، دھوکا فریب!

﴿قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝۱۷﴾ (یوسف:17)

﴿قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ﴾: انہوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ! اے ہمارے ابا!

﴿اِنَّا ذَهَبْنَا﴾: بے شک ہم گئے تھے۔

﴿نَسْتَبِقُ﴾: ہم دوڑنے لگے (ریس لگانے لگے بھائی آپس میں)۔

﴿وَ تَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا﴾: اور یوسف کو ہم نے اپنے مال و متاع کے ساتھ چھوڑ دیا۔

﴿فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ﴾: پس بھیڑیئے نے اُسے کھالیا۔

﴿وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝۱۷﴾: اور آپ تو ہماری بات کو ویسے ماننے والے ہی نہیں ہیں اگرچہ ہم سچے کیوں نہ ہوں۔

کیوں؟

(۱) پہلے سے آپ بھروسہ نہیں کرتے تھے اعتبار نہیں کرتے تھے یہ وجہ ہے۔

(۲) دوسری آپ کی جو غمگیں حالت ہے ہم نے آپ کو یہ بُری خبر سنائی ہے آپ اس حالت کی وجہ سے بھی ہماری بات کو نہیں مانیں گے اگرچہ ہم سچے ہی کیوں نہ ہوں۔

تو دونوں چیزیں بتادیں، دیکھیں عذر کیسے پیش کر رہے ہیں کہ جبکہ بات یہی ہے بھیڑیا کھا چکا ہے اب ہم کیا کرتے؟! اگر ہوتے تو ہم عصبۃ ہیں بھائی کو بچالیتے ہم سے یہ غلطی ہوئی ہے کہ ہم سب ایک ساتھ چلے گئے دوڑنے لگے شکار پر گئے آپس میں کسی وجہ سے ہم سباق کے لیے گئے ریس لگائی آپس میں کیونکہ گئے اس لیے تھے لیکن یہ غلطی ہم سے ہوئی کہ یوسف (علیہ الصلاۃ والسلام) کو اکیلا چھوڑ دیا اپنے متاع (سامان) کے ساتھ تاکہ کوئی چوری نہ کر کے لے جائے اور بھیڑیا آیا اسے اکیلا دیکھا بھیڑیئے نے اسے کھالیا۔

اور اس کے ساتھ ساتھ:

﴿وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝۱۸﴾ (یوسف:18)

اور وہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قمیض پر جھوٹا خون لگا کر آئے: ﴿بِدَمٍ كَذِبٍ﴾۔

قمیض اتارلی تھی اس کی وجہ تھی نا، ثبوت تو پیش کرنا تھا باپ کو کیونکہ منصوبہ بنا چکے تھے کہ بھڑیئے کا ذکر باپ نے کیا اب بھیڑیئے نے کھایا ہے ثبوت تو دکھانا چاہیے کہ بھیڑیئے نے کھایا ہے کوئی ثبوت ہمارے پاس ہو تو قمیض جو ہے ہم لے کر آئے ہیں اور یہ اس کا ثبوت ہے، اور جھوٹا خون کوئی بکری وغیرہ ذبح کر کے اس کا خون جا کر لگادیا یا جو شکار کیا تھا اس کا خون جا کر قمیض پر لگادیا اور وہ باپ کی طرف لے کر گئے۔

﴿وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ﴾: جھوٹا خون لگا کر آئے؛ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ خون تو لگالیا لیکن اس میں کوئی زخم کے نشان نہیں تھے۔ جب بھیڑیا کھاتا ہے تو قمیص پھٹتی ہے کہ نہیں؟ یہ اُن سے بات رہ گئی اُن کو یہ توفیق نہیں ہوئی اور جلدی میں بس وہ منصوبہ جو بنایا تھا یہ چیز رہ گئی! اب باپ نے دیکھا ہے یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے قمیص کو اٹھا کر خون سے لت پت تو ہے لیکن کہیں پر چھوٹا سا اس میں خدشہ بھی نہیں ہے قمیص صحیح سلامت ہے عجیب سا بھیڑیا ہے!

یعنی بھڑیئے نے قمیص اتار کر کھایا ہے کیسے ممکن ہے یہ کیونکہ بھیڑیا جب کھاتا ہے تو ظاہر ہے کہ کپڑے بھی پھٹ جاتے ہیں نا!

اس لیے فرمایا ذرا جواب دیکھیں باپ کا عظیم ہیں واللہ! اب یہ بھی بیٹے ہیں وہ بھی بیٹا ہے یعنی جس سے اتنا زیادہ پیار تھا دنیا تو چھین لی نا اُن کی! دیکھیں دنیا پیار پر قائم ہے نا جس کو آپ پسند کرتے ہیں وہی آپ کی دنیا ہے، سب سے زیادہ جس سے آپ محبت کرتے ہیں اس سے آپ کو محروم کر دیا ہے، شدید غم! (غم نہیں شدید غم دیکھیں!) جواب دیکھیں:

﴿قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا ؕ﴾: انہوں نے کہا یعنی یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا کہ بلکہ تمہارے لیے تمہارے دلوں نے ایک بات بنالی ہے تمہارے نفس نے ایک بات بنالی ہے۔

یہ نہیں کہا کہ تم جھوٹے ہو ثبوت ہاتھ میں ہے کہ دیکھو بھڑیئے نے کھایا ہے تو اس پر کوئی نشان کیوں نہیں ہے قمیص کیوں نہیں پھٹی، بالکل نہیں! پتہ چلا ہے کہ ایک بیٹا تو دور ہو گیا اب یہ بیٹے دور نہ ہو جائیں نا!

میرے بھائی! گھر کا سربراہ گھر کو جوڑتا ہے ہمیشہ، مصیبتیں آئیں گی مشکلات آئیں گی جھگڑے ہوں گے گھر کے اندر گھر کا بڑا بڑا ہوتا ہے ہمیشہ وہی ان مصیبتوں سے پریشانیوں سے اپنے گھر والوں کو بچاتا ہے مصیبت میں اضافہ نہیں کرتا!

تو اتنا بتا دیا پیغام دے دیا کہ تمہارے نفس میں جو چھپا تھا جو اُمر تم نے چھپایا تھا جو غلط تم نے کیا تھا وہ تو ہوا ہے: ﴿قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا ؕ﴾۔

﴿فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ ؕ﴾: پس میں صبرِ جمیل کرتا ہوں (صبرِ جمیل وہ خوبصورت (جمیل خوبصورت ہے نا) ایسا خوبصورت صبر جس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو شکایت نہیں ہے)۔

شکایت کی بیٹوں کو کہ تم نے کیا کیا ہے کیسا کیا ہے؟! لے کر گئے تھے وعدہ کر کے گئے تھے:

﴿وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوۡنَ ۝١١﴾، ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝١٢﴾، ﴿اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ ۝١٤﴾ اتنا کچھ جو کہا تو ایک لفظ کہا؟ ایک لفظ نہیں کہا!

ورنہ ایسے وقت میں ہم میں سے کوئی ہوتا تو مار مار کر ہڈی پسلی ایک کر دیتا، نہیں؟! حق بھی رکھتا ہے کہ ایسے تم نے کیا ہے؟!

یعنی ایک بندہ دنیا آپ سے چھین لے آپ کا اپنا پیارا آپ کا اپنا بیٹا باپ پر کیا حالت گزرتی ہے لیکن نہیں سنبھل گئے! اللہ کے پیارے نبی ہیں اور نبی سب سے اچھا تربیت کرنے والا سب سے اچھا مربّی جو ہوتا ہے نا پورے معاشرے میں اللہ کے انبیاء ہوتے ہیں (علیہم الصلاۃ والسلام) اور تربیت گھر کے اندر سے شروع ہوتی ہے، تو معاملے کو سنبھال لیا۔

اور بڑا انسان وہ ہوتا ہے جو مشکل ترین وقت میں بگڑے ہوئے معاملات کو سیدھا کر دے، یہ مرد ہوتا ہے یہ انسان ہوتا ہے مصیبتوں میں اضافہ نہیں کرتا، مصیبت پڑ گئی گھر میں جھگڑا ہوا بیوی کا جھگڑا ہوا بچوں کا جھگڑا ہوا خود پر مصیبت بن گئی! نہیں نہیں ایسے نہیں ہوتا یہ بچپنا ہے! بڑے لوگ بڑے ہوتے ہیں باپ ہمیشہ باپ ہوتا ہے گھر کو سنبھالنے کی ذمہ داری باپ کے کندھوں پر ہوتی ہے سیکھیں ذرا!

گھر کے اندر مشکلات ہوں گی میاں بیوی کا جھگڑا ہو گا بچوں کے جھگڑے ہوتے ہیں ہم کیا کرتے ہیں ہمارا اس میں کردار کیا ہوتا ہے؟ کیا ہم (اپنا محاسبہ کریں) اس جھگڑے میں پڑنے کے بعد جھگڑے کو بڑھا دیتے ہیں یا کم کر دیتے ہیں؟ اگر بڑھا دیتے ہیں تو خاموش رہیں بچپنا ہے آپ کے

اندر نہ کریں ایسے مسئلے کو حل دور رہیں وہ خود مسئلہ حل کر لیں گے اپنا آپ کی انولومنٹ (Involvement) سے پہلے اچھا وہ فیصلہ کر سکتے ہیں اپنے معاملات کو خود سیدھا کر سکتے ہیں۔

یہ کون سا آپ نے اچھا کام کیا ہے گھر میں مصیبت پڑ گئی ہے اس میں مزید اضافہ کر دیا غصے سے اور جبر سے کام چلتا ہے کوئی؟! گھر کے اندر پیار محبت ہوتی ہے، ہاں کہاں پر سختی کرنی ہے وہ الگ بات ہے۔

یہاں پر پہلے سے حسد ہے جھگڑا ہے بھائی قتل کرنا چاہتے تھے قتل سے روکا اُسے دور کر دیا باپ سے جدا کر دیا یہ معاملات کافی دیر سے چل رہے ہیں! حسد دل سے ہوتا ہے نفرت دل سے ہوتی ہے کسی کا کسی کے دل پر زور ہوتا ہے؟! محبت کسی سے ہوتی ہے نہیں ہوتی کیا باپ بیٹے میں اتنی محبت پیدا کر سکتا ہے؟ نہیں! نصیحت کر سکتا ہے پیار سے سمجھا سکتا ہے۔

اس لیے یہاں پر کیا فرمایا؟ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾: میں ایسا صبر کروں گا جس میں کسی کو شکایت اللہ تعالیٰ کے سوا نہیں کروں گا، یعنی تمہیں بھی شکایات نہیں کروں گا بڑا پن ہے!

اور آگے، صبر جمیل پر میری مدد کون کرے گا اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ ممکن ہے؟! اور جو تم نے کہا جو غلط کہا اس پر اس صبر جمیل پر ثابت قدم رہنے کے لیے: ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝١٨﴾: ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ﴾: میری مدد اللہ تعالیٰ کرے گا اور جو تم نے کہا ہے اس پر بھی اللہ تعالیٰ میری مدد کرے گا۔

یہ جو تم کہہ رہے ہو غلط کہہ رہے ہو سیدھا نہیں کہا کہ تم جھوٹے ہو کہہ سکتے ہیں یا نہیں کہ یہ جھوٹ بول رہے ہو کیا کیا تم نے میرے بیٹے کے ساتھ؟! نہیں!

﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾: پہلے، اب صبر جمیل ہے آپ دیکھیں صبر جمیل آگے کہاں تک جاتا ہے، صبر کے تین درجات ہیں:

1-ایک صبر عام ہے عام صبر کا اُجر و ثواب آپ گن نہیں سکتے۔

اللہ تعالیٰ عام صبر کا جو ہے نا بغیر حساب اُجر دیتا ہے: ﴿اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝١٠﴾ (الزمر:10): بغیر حساب کے یہ عام صبر ہے۔

2-صبرِ جمیل اُس سے بڑھ کر درجہ ہے کمال کا درجہ ہے!

صبر میں آپ شکایت تو کر لیتے ہیں نا کسی سے کہ صبر تو میں کر رہا ہوں لیکن آپ نے اچھا نہیں کیا تو یہ صبرِ جمیل نہیں یہ صبر ہے۔

آپ کسی سے شکایت کرتے ہیں نا ساتھ صبر تو کرتے ہیں اپنے آپ کو روک دیتے ہیں کوئی بدلہ نہیں لیتے کوئی پریشان نہیں کرتے کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں صبر کر لیا نا؟ یہ صبر ہے شکایت تو کر دی ہے۔

"صبرِ جمیل" شکایت نہیں! اللہ کے لیے صبر کرنا ہے:

﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝٧﴾ (المدثر:7): صبرِ جمیل ہے، صبرِ جمیل تک پہنچنے کے لیے ربّ کے لیے صبر کرنا ہے یہ آپ نے نہیں کیا تو صبر نہیں کیا۔

3-اور تیسرا ہے کہ جب زیادہ مصیبت ہے ﴿اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا﴾ (الاعراف:126): اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا مشکل ترین وقت میں کہ صبر کو انڈیل دے۔

پورا جیسے آپ بالٹی سے پانی بہاتے ہیں کسی پر نا تو صبر کو ہمارے اوپر بہادے تا کہ سراپا ہم صبر میں ڈوب جائیں، اتنی بڑی مشکل میں ہیں!

صبرِ جمیل کمال کا صبر ہے! ﴿وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ ۝١٨﴾: اور جو تم بیان کرتے ہو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد کی دعا ہے۔

﴿اللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ﴾: بڑا عظیم جملہ ہے!

(۱) "استعانة": اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کی دعا ہے۔

(۲) "استعاذة": پناہ طلب کرنا ہے۔

"استعانة" (نون سے) مدد طلب کرنا ہے: ﴿وَاللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ﴾: اللہ تعالیٰ ہی کی مدد میرے ساتھ ہے صبرِ جمیل پر ثابت قدمی کے لیے بھی اور جو تم نے کہا ہے جو غلط بیانی کی ہے جو تم نے کہا ہے اُس پر بھی اللہ تعالیٰ میرا مددگار ہے۔

آگے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ کیا ہوا، کنویں سے کیسے نکلے کس نے نکالا کیا ہوا اگلے درس میں ان شاء اللہ یہیں سے شروع کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ

سوال اور جواب

سوال: وہ لوگ تو دونوں بھائیوں سے نفرت کرتے تھے تو پھر صرف یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو ہی کیوں دور کیا؟

جواب: زیادہ پیارے تھے؛ دونوں بھائیوں سے نفرت تھی لیکن زیادہ نفرت جس سے تھی اُسی کو دور کرنا تھا نا؟! کیونکہ جانتے تھے کہ یہ دو بھائی جو ہیں ان سے زیادہ محبت ہے زیادہ تر یوسف علیہ الصلاۃ والسلام سے محبت ہے اس لیے اُسی سے جان چھڑانے کی کوشش کی۔

سوال: کیا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے علاوہ بھی کوئی صبرِ جمیل کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! صبرِ جمیل اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے مشکل ہے ناممکن نہیں ہے۔

صبرِ جمیل یہ ہے کہ آپ صبر کریں کسی کے نقصان پر، کسی نے آپ کو نقصان پہنچایا آپ صبر کرتے ہیں اور اُس سے شکایت نہیں کرتے مشکل ہے ناممکن تو نہیں ہے! توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے (واللہ أعلم)۔

اچھا آج سے اس آیت کریمہ سے ﴿فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ﴾ سے آگے جتنا بھی آئے گا اب تیسری چیز جو میں نے بیان کی ہے یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر اب شروع ہوا ہے اب دیکھیں گے کہ اُن کی شخصیت کیا ہے اُن سے ہمیں کیا اسباق حاصل ہوتے ہیں؛ پہلا سبق کیا ہے ابھی میں نے آج بتایا ہے؟ میں نے کہا کہ سربراہ باپ جو ہے وہ مصیبت کے وقت پریشانی کے وقت گھر کے اندر جھگڑے جو پریشانیاں ہیں اُن کو ٹیکل (Tackle) کیسے کرتا ہے اور کیسے مسائل جو ہیں وہ حل کرتا ہے اور مزید مصیبتیں نہیں بڑھاتا (واللہ أعلم)۔

سوال: یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے ڈر ہے کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو بھیڑیا نہ کھا جائے تو کیا یہ الفاظ بھولنے چاہیے اور ڈر کا اظہار کرنا چاہیے؟

جواب: نہیں! بولنے چاہیئں یہ الفاظ کیسے نہیں بولنے چاہیئں؟! ایک بندہ ڈرتا ہے کہ مجھے یہ چیز ہے نا اس سے مجھے خطرہ ہے تم نے کہا ہے کہ حفاظت کرو گے تو اس سے حفاظت کرنا۔ بیٹے نے کہا کہ ہم حفاظت کریں گے؛ کس چیز سے حفاظت کرو گے مجھے ڈر ہے کہ بھیڑیا کھا جائے گا؟! ہم حفاظت کرنے والے ہیں نا تو ہم بھیڑیئے سے خصوصی طور پر حفاظت کریں گے۔ باپ ہمیشہ جب دیکھتا ہے، کہ کس کسی چیز کا خطرہ ہے تو بیان کرنی چاہیے نا کہ اس چیز کا خطرہ زیادہ ہے آگاہ پہلے سے کر دیا ہے؛ حسد اپنی جگہ پر ہے لیکن یہ کہاں پر تھا کہ بھیڑیئے سے نہیں بچائیں گے یا بھیڑیا آئے گا تو وہ دیکھتے رہیں گے وہ کھا جائے گا؟! بات سمجھ آئی ہے نا؟!

سوال: انہوں نے آئیڈیا تو دے دیا نا؟

جواب: یہ نہیں ہے کہ اُسے یہ بتاؤ جھوٹا خون لے کر آنا، وہ تو میں نے کہا درس میں بتایا تھا کہ آپ کے اچھے الفاظوں سے بھی شر پسند شر کی بات کو نکال لیتے ہیں! الفاظ تو اچھے تھے کہ خبر دار کرنا ہے۔ آپ اب دیکھتے ہیں کہ فلاں چیز غلط ہے آپ بچوں کو منع کریں گے کہ نہیں؟ نشاندہی کریں گے کہ نہیں؟ کریں گے، اگر نہیں کریں گے تو پھر آپ یہاں پر زیادتی کرتے ہیں! کیوں؟ آپ نے بتایا ہی نہیں ہمیں کہ بھیڑیا کھا جائے گا پہلے سے بتاتے تو ہم پہلے سے خبر دار ہوتے، آپ نے کب بتایا کہ خطرہ ہے وہاں پر! بات سمجھ آ رہی ہے کہ نہیں؟

سوال: کیا وجہ تھی جوان بھائیوں کے ساتھ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو جانے نہیں دیتے تھے؟

جواب: یہی وجہ ہے نا انہوں نے خود بتائیں، دو وجوہات ہیں:

1-ایک تو میں غمزدہ ہو جاتا ہوں بہت زیادہ جب مجھ سے جدا ہوتا ہے تھوڑی دیر کے لیے میں برداشت نہیں کرتا۔

2-دوسرا مجھے ڈر ہے کہ بھیڑیا کھا جائے گا (وہ تو پہلے بتا رہے ہیں کہ مجھے ڈر ہے بھیڑیا نہ کھا جائے اسے، واللہ اعلم)۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 012-02: سورۃ یوسف کی مختصر تفسیر (آیات: 008-018) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio